## "بین المذاہب مکالمہ دراصل انجیل کی منادی کا لازمی حصہ ہے۔"

اگر ایک طرف بین المذاہب مکالمہ ایشیائی کلیسیا کے وجود کے حوالے سے از حد اہم ہے تو دوسری طرف اکثر دیکھا گیا ہے کہ خود کلیسیا کے اندر فکر و نظر کے اختلافات اس راہ میں ایک رکاوٹ ثابت ہوئے ہیں۔ تبشیری الٰہیات اور مکالماتی الہیات کے درمیان نظر بہ ظاہر تضاد، نیز بین المذاہب شادیوں کے بارے میں موجود منفی رویے جیسے مسائل سے بین المذاہب مکالے کی کوششوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ کانفرنس "ایشیائی سفر ۱۹۹۷ء" میں ساری توجہ انہی نکات پر مرکوز رہی ہے۔ یہ کانفرنس پاکستان میں ۲۰ سے ۳۰ جنوری ۱۹۹۷ء تک جاری رہی۔ کانفرنس کے شرکاء ایشیا، آسٹریلیا اور یورپ کے دس مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے تھے جو مسیحی کی حیثیت سے اپنے اپنے ملکوں میں مختلف سطحوں پر مسلم - مسیحی مکالے میں شریک ہیں۔

کانفرنس کے شرکاء کو پہلے دو دن پاکستان کے اندر سفر کرنے اور بذاتِ خود لوگوں سے ملنے اور حالات کا جائزہ لینے کا موقع فراہم کیا گیا، اور وہ عملاً اُن مسلمان اور مسیحی افراد سے ملے جو [ادارہ] امن و انصاف کی جانب سے زندگی کے مکالے اور سماجی سطح پر ربط ضبط کے مکالے میں خاصے متحرک ہیں۔ اس کے بعد کانفرنس کے یہ شرکاء پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ ملتان میں ہفتہ بھر کے لیے مل بیٹھے تاکہ وہ اپنے مشاہدہ و تجربہ کی روشنی میں معاشرتی تجزیہ، تبصرہ اور دعُا و بصیرت میں وقت گزار سکیں۔ ان تجربات کی روشنی میں کانفرنس "ایشیائی سفر ۱۹۹۷ء" کے شرکاء نے تجویز کیا ہے کہ مسلم - مسیحی روابط کے میدان میں مسیحیوں کی تعلیم و تربیت پر نسبتاً زیادہ توجہ دی جائے۔ بالخصوص مسیحیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ اپنے مسلمان ہمسایوں اور اسلام کے بارے میں زیادہ مثبت رویّہ رکھیں اور حکومت کی امتیازی پالیسیوں کے بارے میں زیادہ تنقیدی رویّہ اختیار کریں، کیوں کہ بعض اوقات حکومت مذہب کے نام پر لوگوں میں پھوٹ ڈالتی ہے۔

کانفرنس کے شرکاء کا احساس تھا کہ انجیل کی منادی اور بین المذاہب مکالے کے درمیان کوئی تضاد نہیں، بلکہ بین المذاہب مکالمہ دراصل انجیل کی منادی کا لازمی حصہ ہے۔ بطور مسیحی مسلمانوں سے میل جول میں جہاں ہمیں اپنے مسیحی عقیدے کا اظہار واعلان کرنا چاہیے، وہیں بین المذاہب مکالے میں شریک مسلمان جب ہمیں اپنے ایمان و عقیدہ کے اظہار کو سننے کی دعوت دیں تو ہمیں ایک فراخ دلانہ متلاشی جذبے کی ضرورت تسلیم کرنا چاہیے۔ ان باہمی ملاقاتوں کا اِس قدر یہ مقصد نہیں کہ کوئی ایک

فریق مذہب تبدیل کرے، جتنا یہ ہے کہ ایک فریق کی جانب سے دوسرے کے مذہب کی تحسین اور باہمی ادراک ہو۔ اس عمل میں مکالمے میں شریک فرد کو خود اپنے مذہب پر از سرِ نو غور و فکر کرنے اور سمجھنے کی ضرورت محسوس ہو گی۔ مسیحیوں کے لیے یہ صورتِ حال خدا کی طرف سے انسانیت کے ساتھ ہمہ وقت جاری مکالمہ ہے اور اپنے ہمسایوں اور اُن کی مذہبی روایات کے ذریعے آوازِ خداوندی سننے کے لیے ہماری آمادگی ہے۔

کانفرنس "ایشیائی سفر ۱۹۹۷ء" کے شرکاء یہ بھی تجویز کرتے ہیں کہ روزمرہ زندگی میں مسیحیوں کو مسلمانوں کے ساتھ زیادہ مثالی تعلقات اور تعاون کو فروغ دینا چاہیے۔ مقامی کلیسیا مطالعۂ اسلام کی حوصلہ افزائی کریں اور بین المذاہب نوعیت کے منصوبوں میں مدد دیں۔ شرکائے کانفرنس ایشیا کے چرچ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ بین المذاہب شادیاں ایشیائی حقیقتیں ہیں، اس لیے ان شادیوں میں امداد و تعاون کے لیے پاسٹرل پروگرام وضع کیے جائیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ کلیسیا کے اندر تسلسل کے ساتھ مکالمہ جاری رہنا چاہیے، تاکہ کلیسیا کے زیادہ سے زیادہ وابستگان یہ سمجھنے لگیں کہ بین المذاہب مکالمہ کلیسیائی رہنماؤں ہی کی سرگرمی نہیں، بلکہ یہ اُن کی مسیحی زندگی کا لازمی حصہ ہے۔ جب تک مسیحیوں کی بہت بڑی تعداد بین المذاہب مکالمے کو اپنا طرزِ زندگی نہیں بنا لیتی "بین المذاہب مکالمے کے ذریعے امن کی افزائش" ("ایشیائی سفر ۱۹۹۷ء" کا موضوع) ایک کٹھن جدوجہد رہے گی۔ ("دی کرسچین وائس" - کراچی، ۹ فروری ۱۹۹۷ء)

## ایشیا

# قانون ساز اسمبلیوں میں مسیحی نمائندے

۳ فروری ۱۹۹۷ء کے انتخابات کے موقع پر حسبِ معمول ایک بار پھر مخلوط اور جداگانہ طریقہ ہائے انتخابات پر کالم لکھے گئے، مطالبات کیے گئے اور آئین و قانون کے مطابق انتخابات منعقد ہو گئے۔ قومی اسمبلی کی چار مسیحی نشستوں کے لیے تیس امیدواروں نے انتخابات میں حصّہ لیا۔ ان میں سابق رکن اسمبلی اور وفاقی وزیر جناب جے - سالک اس لحاظ سے سب سے زیادہ نمایاں تھے کہ اُن کی "اخباری" مہم بہت زور دار تھی۔ روز نامہ "جنگ" (راولپنڈی - ۱۵ جنوری ۱۹۹۷ء) اور روز نامہ "پاکستان" میں اُن کے "انتخابی ضمیمے" اور ہفت روزوں میں اُن کے بیانات اور انٹرویو (مثلاً ہفت روزہ "زندگی" ۳۱ جنوری میں داؤد احمد سے گفتگو) اخبار بینوں کی نظر میں ہیں۔ اُن کے دلچسپ کاموں اور "ڈراموں" پر تقریباً تمام